سادہ زندگی اور تعمیری ترقی

ڈاکٹر فضل الرحمن

جب سے کہ موجودہ ' قومی ہنگامی صورت حال ' بروئے کار آئی ہے، پاکستان کے اس تجربے نے واضح طور پر دکھا دیا ہے کہ ایک بامقصد اور بہادر قیادت کے تحت ہماری قومی وحدت کی بنیادیں کتنی ٹھوس اور غیر متزلزل ہیں۔ مزید برآں پاکستان کی سالمیت کے خلاف پاک جارحیت کے مقابلے کے لئے ہمارے ہاں جوش و خروش ' ہمت و جرأت اور ایثار و قربانی کے ایسے چشمے ابل پڑے ہیں جو کبھی نظروں میں نہ تھے ۔ غرض اس ہنگامی صورت حال سے ایسی زبردست قوتیں وجود میں آئی ہیں کہ آج کی سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ ان قوتوں سے پوری طرح کام لیا جائے اور انہیں موثر اور تعمیری طور پر نظم و ضبط میں رکھا جائے ' یقیناً سب سے بڑا فوری کام تو ملک کی سالمیت کی حفاظت اور کشمیر کے ظلم کا ازالہ ہے جو صرف مقامی مسئلہ نہیں ' بلکہ بیسویں صدی کی انسانیت کے چہرے پر ایک بدنما داغ ہے ۔

اس سلسلے میں دوسرا کام جو ہمیں کرنا ہے ' وہ طویل المیعاد ہے اور ہماری داخلی تعمیر و ترقی سے تعلق رکھتا ہے ۔ یہی وہ کام ہے ' جس میں یہ جو بے حد و حساب اور انتہاء توانائی و قوت ایک طوفان کی طرح پھوٹ پڑتی ہے ، اسے نظم و ضبط میں رکھنے کے لئے غیر معمولی سلیقے اور واضح فکر کی ضرورت ہے ۔ کیونکہ اس قسم کے مواقع میں مصیبت خیز غلط راہوں پر پڑ جانے کے بھی امکانات ہوتے ہیں ۔ موجودہ حالات میں بعض ایسے مخصوص عناصر پائے جاتے ہیں ' جنہیں اگر ٹھیک طرح قابو میں نہ رکھا گیا اور انہیں صحیح راہوں پر نہ چلایا گیا ' تو ان کے بے راہ رو ہونے کا خطرہ ہے ۔

خواہ ایک طاقت ور ' بے رحم اور کینہ ور دشمن سے قومی آزادی و اقتدار کی حفاظت کرنا ہو ، یا کڑوڑوں افراد کو فقر و فاقہ کے مصائب سے بچانے کے لئے قربانی کٹھن کوشش کرنی ہوں ۔ اس سلسلے میں جو سخت جد و جہد کی جاتی ہے ' وہ ہمیشہ قربانیوں کا مطالبہ کرتی ہے ۔ اور اس کے لئے لازمی ہوتا ہے کہ جسے عام طور پر ''سادہ زندگی'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اس کو اختیار کیا جائے ۔ چنانچہ اسی وجہ سے قرآن مجید نے جہاد کے لئے قربانیوں پر اتنا زور دیا ہے ۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد بھی برطانیہ کو اپنی آزادی و اقتدار کی حفاظت کے لئے سالہا سال تک بہت سی آسائشوں کو تج دینا پڑا ۔ اسی طرح

کمیونزم ہولناک قسم کی غریبی کو کم سے کم مدت میں دور کرنے کے لئے جو سخت جد و جہد کرتا ہے ، اس میں بھی اسے قربانیوں اور سختیوں یعنی " سادہ زندگی " کا مطالبہ کرنا ہوتا ہے ۔

واقعہ یہ ہے کہ نہ تو اسلام اور نہ بہر حال برطانیہ اور کمیونزم ہی مفید آرام دہ زندگی اور اچھے رہن سہن کی آسائشوں کے مخالف ہیں ۔ یقیناً ان تینوں کی تینوں مثالوں میں یہ سادگی اور سختی خود اپنی مرضی سے اختیار کی جاتی ہے تاکہ آگے چل کر زندگی بہتر ہو سکے (اگرچہ ان میں سے ہر ایک کا بہتر زندگی کے حصول کا اپنا الگ الگ طریقہ ہے)۔

موجودہ صورت حال میں بہت سے ایسے بظاہر طاقت ور ' لیکن سرتا سر سطحی لوگ موجود ہیں جو اخلاقیات کا درس دیتے پھرتے ہیں ۔ اور وہ سادہ زندگی کی جیسا کہ اسلام کے ابتدائی دور میں تھی ، یا اب چین میں ہے ' بطور ایک دائمی طریقہ حیات کے تلقین کرتے ہیں ۔ گویا زندگی کی اچھی چیزوں کی نفی اصلی اور بنیادی نیکی ہے ۔ یہ جسے " تیسرے درجے کی مخصوص ذہنیت " کہنا چاہئے ، اس کے حمایتی غریبی کو مقدس مانتے ہیں اور انہوں نے گویا زندگی کی آسائشوں کے بارے میں ایک مریضانہ سا رجحان بنا لیا ہے ۔ ان کی بنیادی خرابی یہ نظر آتی ہے کہ وہ ہمیشہ اچھے رہن سہن اور بد اخلاقی کو ایک دوسرے سے گڈمڈ کرتے ہیں ۔ یہ لوگ نہ صرف یہ کہ اسلام کو صحیح طرح سمجھنے سے قاصر ہیں ۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ معاشیات کی بنیادی روح کو بھی نہیں سمجھے ۔ اب اگر ایک شخص ان کی تجویز کردہ رائے کو مان لیتا ہے ۔ اور بالکل ابتدائی وضع کی زندگی اختیار کرتا ہے ۔ تو پھر کسی قسم کی معاشی ترقی کا امکان نہیں رہتا ۔ ان اخلاق کے ٹھیکہ داران کو چاہئے کہ وہ ایک صاف اور ستھری زندگی اور ایک ابتدائی زندگی اور ثقافتی اعتبار سے بھرپور زندگی اور ایک بد اخلاقی کی زندگی کے درمیان ضروری فرق کرنا سیکھیں ۔ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ قرآن مجید دنیوی مال و متاع کی مذمت کرنے کے برعکس انہیں " خیر " اور " اللہ کی نعمتوں " سے تعبیر کرتا ہے ۔ اور ان کی ترقی و اضافہ چاہتا ہے ۔ لیکن جب صورت حال کا تقاضا ہو ' تو وہ مسلمانوں سے تمام ضروری قربانیوں کا مطالبہ بھی کرتا ہے ۔ خواہ وہ قربانیاں وقت کی ہوں ' یا مال و جائداد کی ' یا خود اپنی جانوں کی ۔

ہماری حکومت نے دفاعی ضروریات کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ تعمیری و ترقیاتی منصوبوں کو جس طرح بحال رہنے دیا ہے ۔ یہ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس معاملے میں ہماری حکومت بھی اسی طرح سوچتی ہے ۔